ایسا کہاں سے لاؤں....

ازقلم: محمد داود سورتی

حیاتِ انساں ہے شمع صورت، ابھی ہے روشن ابھی فسردہ
نہ جانے کتنے چراغ یوں ہی جلا کریں گے، بجھا کریں گے

کڑے سفر کا تھکا مسافر، تھکا ہے ایسا کہ سو گیا ہے
خود اپنی آنکھیں تو بند کر لیں، ہر آنکھ لیکن بھگو گیا ہے

۱۶/ شوال المکرم ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱/ جولائی ۲۰۱۷ء کو صبح صبح یہ خبر پردۂ سماعت سے ٹکرائی کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب بدات مدینۃ المنورہ میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما چکے۔ ابھی یہ خبر پھیل ہی رہی تھی کہ اچانک دل ہلا دینے والی ایک اور خبر نے اخبار کی دنیا میں کہرام مچا دیا، واٹساپ کھول کر دیکھو تو پیغامات کا ایک سلسلہ ہے، جس کو قرار نہیں کہ حضرت شیخ یونس صاحب جونپوری نے ابھی ابھی اپنی طویل ترین علالت کے بعد اس جہانِ آب وگل کو خیر باد کہہ دیا، اور اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون.

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے
ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

اس غمناک خبر کو اچانک اور بغیر کسی آمادگی کے، سن کر دل بے قرار سا رہ گیا، استعجاب اور غم واندوہ کے بادل چھا گئے، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ قوم وملت کا سرمایۂ حیات لٹ گیا، معاً یہ خیال بھی پیدا ہونے لگا کہ شاید یہ خبر غلط ہو، لیکن إذا جاء اجلھم لا

یستأخرون ساعةً ولا یستقدمون. نے اس کے لیے کوئی جگہ نہیں چھوڑی۔

بندہ نے حضرت رحمہ اللہ کا نام پہلی مرتبہ ۲۰۰۷ء میں سنا تھا، جب میں فارسی اول کا ایک طالبِ علم تھا۔ حضرت ہمارے پڑوس کے ایک مدرسہ میں ختم بخاری کے لیے تشریف لائے تھے، مجھ جیسے بہت طلبہ جو اس سے قبل کبھی حضرت کے دیدار سے مشرف نہیں ہوئے تھے، بل کہ صرف آپ کے متعلق سنا تھا، آپ کی زیارت کے لیے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے، حضرت کے اوصاف وکمالات کا ایک ہلکا سا نقش اپنے مشفق اساتذہ کی وساطت سے بندہ کے ذہن میں منقش تھا۔

حضرت کی کار ایکدم مدرسہ کے صدر دروازے سے داخل ہو کر رکی، اور ادھر مدرسینِ مدرسہ اور طلبۂ جامعہ نے کار کو آگھیرا، مدرسین فرطِ محبت سے استقبال کے لیے، اور طلبہ شوقِ عقیدت میں دیدار کے لیے۔ پھر حضرت والا کار سے اترے اور وہیل چیر پر سوار ہوئے: درخشندہ چہرہ، منور پیشانی، بڑی بڑی آنکھیں جو ذہانت وفہم وفراست کی غماز، دو پلی ٹوپی۔۔۔ کچھ لمحہ بعد ختم بخاری کی مجلس میں اپنی واضح اور مربوط اور مرتب گفتگو سے سامعین کے سادہ دلوں پر احترام ومحبت کا شیش محل بنا گئے۔

سن شعور کو پہنچنے کے بعد حضرت والا ہماری عقیدتوں کا گہوارہ بن گئے تھے، علم و فضل کے حوالہ سے کوئی مجلس منعقد ہو تو علماء وفضلاء کی زبان شاید ہی آپ کے تذکرہ سے خالی ہو۔ آپ برصغیر کے ممتاز مشائخ کی ایک کڑی تھے، آپ کا اندازِ درس بہت نرالا ہوا کرتا، تقریر پر مغز، الفاظ جچے تلے، مضامین مرتب ومدلل، لہجہ واضح۔ اکتا دینے والی طوالت، نہ ہی خلل انداز ایجاز بیانی، لاجواب حافظہ، بے مثال تعبیرات، الفاظ اور مضامین کی معنویت، آپ جب مسندِ مشیخت پر جلوہ افروز ہوتے، تو حاضرین کی نگاہیں آپ کی پر

وقار اور جاذبِ نظر شخصیت کی زیارت سے مسرور ہو جاتیں، زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ سامعین کے دلوں میں پیوست ہو جاتا۔

آپ کو علم سے حد درجہ عشق و محبت تھی، اس مبارک سلسلہ میں اپنے آپ کو اتنا کھپا دیا کہ آپ نے نکاح بھی نہیں کیا۔ چنانچہ ہمارے صوبہ گجرات کے مشہور عالمِ دین جو آپ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں، انہوں نے ایک مرتبہ حضرت سے کہا کہ ''حضرت آپ شادی کرلیں!'' تو حضرت انہیں اپنے کمرہ میں لے گئے، اور کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: مولوی! ادھر آؤ! دنیا والوں کی تو ایک دلہن ہوتی ہے، میری یہ ساری دلہنیں ہیں، دنیا والے رات کو اپنی دلہن سے بات کرتے ہیں، تو میں ان دلہنوں سے بات کرتا ہوں۔'' سبحان اللہ!!! کیا ذوق تھا۔۔۔ آپ کی تصانیف آپ کے علمی کمالات و جواہر کی روشن دلیل ہیں۔ فن حدیث سے آپ کو خصوصی مناسبت تھی۔ سو اس فن میں آپ کی بیش بہا کتابیں موجود ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کے بعد حضرت شیخ ہی کے انتخاب سے آپ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے شیخ الحدیث تاحین حیات رہے۔

ہمارے درمیان سے حضرت کا اس طرح اچانک رحلت فرما جانا علمی دنیا میں ایک ایسا خلاء ہے، جس کی تلافی بظاہر ممکن نہیں۔ الّا ان یشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کو کروٹ کروٹ سکون و راحت نصیب فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ جامعہ کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں، تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

مختصر سوانحی نقوش:

آپ کی ولادت ۲۵/رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲/اکتوبر ۱۹۳۶ء کو کھیتا سرائے، ضلع جونپور میں ہوئی۔ آپ کی عمر کے پانچویں سال میں آپ والدہ کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں ہی میں حاصل کی۔ علومِ آلیہ وعالیہ کی ابتداء ۱۳/سال کی عمر میں مدرسہ ضیاء العلوم مانی کلاں، ضلع جونپور میں ہوئی۔ (فارسی سے نورالانوار تک) اس کے بعد شوال ۱۳۷۷ھ میں مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا، اور ۱۳۸۰ھ میں دورہ سے فراغت حاصل کی۔ ۱۳۸۱ھ میں مظاہر کے معین مدرس منتخب ہوئے۔ ۱۳۸۸ھ کو شیخ الحدیث کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے۔

بیعت واجازت:

۱۳۸۶ھ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم المہاجر المدنی نور اللہ مرقدہ سے بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ ۵/محرم الحرام ۱۳۹۶ھ کو حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم جامعہ مظاہر العلوم کی طرف سے بھی اجازت بیعت حاصل ہوئی۔

کون سا جھونکا بجھا دے گا کسے معلوم
زندگی کی شمع روشن ہے ہوا کے سامنے

صراحی روتی اٹھی، جام اشک بار اٹھا
پھر آج مے کدے سے ایک بادہ خوار اٹھا

۱۶/شوال ۱۴۳۸ھ